110845 ـ شریعت اسلامیہ میں ماں کا اپنی بیٹی پر عظیم حق ہے لیکن خاوند کو اس سے بھی عظیم حق حاصل ہے

سوال

میری والدہ جس بات کے پیچھے پڑ جائے اسے چھوڑتی نہیں، اور اس کے مطالبات ختم ہونے کا نام نہیں لیتے، میرے ساتھ میرے خاوند کے متعلق لڑتی رہتی ہے حالانکہ میرا خاوند مجھ اور میری اولاد کے ساتھ بہت ہی اچھا برتاؤ کرتا ہے، میری والدہ چاہتی ہے کہ میرا خاوند اسے سیر و تفریح میں اپنے ساتھ لے کر جائے، اس کے اور بھی کئی مطالبات ہیں، اور بہت زیادہ خرچ کرتی ہے جسے میرا خاوند پسند نہیں کرتا.
میرا خاوند ایک ڈاکٹر ہے اور اپنی ساس کو اتنا وقت نہیں دے سکتا، اور پھر وہ سمجھتا ہے کہ میں اور میری والدہ اکٹھی نہیں رہ سکتیں، میری والد سال میں کم از کم تین یا چار بار ہمیں ملنے آتی ہے، اور چاہتی ہے اسے روزانہ سیر و تفریح کے لیے لے جاؤں چاہے بچوں اور گھر کو وقت نہ بھی دیا جائے.
والدہ تجارت بھی کرتی ہے لیکن اس کے باوجود کہتی ہے تم اپنے بہن بھائی کو اپنے پاس رکھو جن کی عمر سولہ اور اٹھارہ برس ہے، اور اس کے لیے خاوند کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں، دو برس قبل والد صاحب فوت ہوئے تو انہوں نے میری یونیورسٹی میں تعلیم کے لیے قرض لیا تھا اور یہ قرض واپس کرنے سے انکار کر دیا جس کی بنا پر میری شہرت اتنی خراب ہوئی کہ میں اپنے نام پر کوئی چیز بھی نہیں خرید سکتی.
اس سے بھی بڑھ کر والد فوت ہونے سے کچھ عرصہ قبل میری والدہ نے والد کی ساری جائداد اور مال اپنے نام کروا لیا تا کہ ہم میں تقیسم کرنا آسان رہے، ہم چار بہنیں اور ایک بھائی ہیں، لیکن والد کی وفات کے بعد کہنے لگی وہ سب کچھ توم میرے نام ہے، میں نے تمہارے والد کے قرض کی ادائیگی کے لیے بہت کچھ ادا کیا ہے، قرض کی ادائیگی سے ہی اس کی تجارت یہاں تک پہنچی ہے، اس لیے وہ مرنے تک سارا مال اور جائداد خود ہی رکھےگی.
جب والدہ نے ظاہر کیا کہ وہ والد کے قرض کی ادائیگی کرنا چاہتی ہے تو میں نے کسی کو بتائے بغیر والدہ کو تقریبا ایک لاکھ ڈالر دیے، لیکن والدہ نے قرض ادا کرنے کی بجائے گرمیوں میں رہنے کے لیے ایک گھر خرید لیا، اور بالکل انکار کر دیا کہ اسے میں نے کچھ دیا ہے، شادی سے چھ برس قبل یہ قرض لیا گیا تھا اور خاوند کو اس کے متعلق علم بھی نہیں ہے اب یہ قرض میرے نام ہے اور روز بروز اس میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، اس کے علاوہ میری والدہ میرے خاوند کے ساتھ برا سلوک کرتی اور اسے گالیاں بھی نکالتی ہے اور مجھے اس کی نافرمانی کرنے کا کہتی رہتی ہے، کہ والدہ کا تجھ پر خاوند سے بھی زیادہ حق ہے، اور مجھے اپنے خاوند کو معذرت کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنی ساس سے معذرت کرے حالانکہ اس نے کوئی غلطی بھی نہیں کی، ہم دو ملکوں مصر اور امریکہ میں بٹے ہوئے ہیں، بلکہ کچھ ایام قبل والدہ نے دھمکی بھی دی کہ اگر تم ماں سے محبت کرتی اور اللہ کی نافرمان نہیں کرنا چاہتی تو اپنی اولاد کے ساتھ مجھے ملنے آؤ، لیکن میرا خاوند اکیلا رہنے پر راضی نہیں، ماں کہتی ہے کہ خاوند کی بات نہ سنو بلکہ ماں کی بات مانو، لیکن اس کے باوجود مجھے خاوند یہی کہتا ہے کہ والدہ کے ساتھ حسب

استطاعت بہتر سلوك كرتے ہوئے اچھے تعلقات ركھو.

ميرا سوال يہ ہے كہ ان حالات ميں مجھ پر كيا ذمہ دارى عائد ہوتى ہے، كہ والدہ كے ساتھ كيسے تعلقات ركھوں، اور اسى طرح اس قرض كا ذمہ دار كون ہے، حالانكہ مجھے اس يونيورسٹى ميں پڑھائى كر مجبور كيا گيا اور ميرى عمر بھى اس وقت سولہ اور اٹھارہ برس كے درميان تھى، خاوند كو اس قرض كے متعلق كچھ علم نيں، اور پھر ماں كے پاس تو قرض كى ادائيگى سے بھى زياد مال ہے.

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

شريعت اسلاميہ ميں اللہ سبحانہ و تعالى نے ماں كو بہت ہى بلند مقام عطا كيا ہے جس كا انكار نہيں كيا جا سكتا اللہ تعالى نے اولاد پر ماں كے ساتھ حسن سلوك اور اچھا برتاؤ كرنا واجب كيا ہے، اور نافرمان حرام قرار دى ہے، اور لوگوں ميں سب سے زيادہ حسن سلوك اور صلہ رحمى كا مستحق قرار ديا ہے.

جيسا كہ معروف حديث ميں وارد ہے كہ جب ايك شخص نے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے عرض كيا كہ لوگوں ميں اس كے حسن سلوك كا سب سے زيادہ مستحق كون ہے ؟

تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے عرض كيا:

" تيرى ماں، تيرى ماں، تيرى ماں، پھر اس سے قريب "

صحيح مسلم حديث نمبر (2548).

ماں كو شريعت نے يہ حق اور مقام و مرتبہ عطا كيا ہے ليكن اس كا يہ معنى نہيں كہ اس مقام اور مرتبہ كى بنا پر وہ ناحق اپنى اولاد كا مال كھا جائے، بلكہ اس پر واجب اور ضرورى ہے كہ حقداروں كو ان كے حقوق كى ادائيگى كرے، اور شريعت مطہرہ كے مطابق تركہ اور وراثت ورثاء ميں تقسيم كرے.

اسى طرح ماں كے ليے يہ بھى جائز نہيں كہ وہ اپنى بيٹى كو اس كے خاوند كے متعلق خراب كرے اور خاوند و بيوى كے مابين جو حسن معاشرت پائى جاتى ہے اسے خراب كرنے كى كوشش كرتى پھرے، اس ماں نے بيٹى اور داماد كے ساتھ جو كچھ كيا ہے وہ بہت ہى برا عمل ہے شريعت مطہرہ اس سے انكار كرتى ہے، اور ايسا كام كرنے والوں كو گناہ اور سزا كى وعيد سناتى ہے.

اس صورت حال میں آپ كے لیے اپنی ماں كے ساتھ سب سے بڑی نیكی اور حسن سلوك یہ ہے كہ آپ والدہ كو وعظ و نصیحت كریں كہ وہ خاوند اور بیوی كے مابین تعلقات خراب كرنے كی كوشش مت كرے، اور اسے غیبت اور سب و شتم اور ناحق لوگوں كا مال كھانے كی سزا اور گناہ كے متعلق بتائیں، اور اسے بڑے نرم انداز اور بہتر اسلوب سے دعوت دیں جس میں والدہ كے ادب و احترام كو ملحوظ ركھا گیا ہو اور نیكی و حسن سلوك بھی پایا جائے.

دوم:

ماں كو یہ مقام اور مرتبہ حاصل ہے، اور والدہ كو وہ حاصل ہے، لیكن والدہ كا حق خاوند كے حق سے زیادہ نہیں، بلكہ خاوند كا حق زیادہ عظیم ہے، اور خاوند كا حق والدہ كے حق پر مقدم ہے، عقلمند بیوی كوشش كرتی ہے كہ خاوند كو ہر اس كام كے ساتھ خوش كرے جو شریعت كے مخالف نہیں، اور وہ اپنی والدہ كے ساتھ بھی ہر اس كام كو سرانجام دے كر حسن سلوك كر سكتا ہے جو خاوند كے حكم اور معاملہ كے مخالف نہ ہو، اور جب دونوں معاملے اور ارادے مختلف ہوں جائیں تو پھر خاوند كا معاملہ مقدم ہوگا.

شیخ الاسلام بن تیمیہ رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال كیا گیا:

ایك عورت شادی شدہ ہے اور وہ والدین كے حكم سے نكل كر خاوند كے حكم میں آچكی ہے، اس كے لیے والدین كی اطاعت كرنا افضل ہے یا اپنے خاوند كی اطاعت كرنا ؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

" شادی كے بعد عورت كا خاوند عورت كے والدین سے بیوی كا زیادہ مالك ہے، اور اس پر اپنے خاوند كی اطاعت زیادہ واجب ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی كا فرمان ہے:

پس نیك عورتیں فرماں بردار ہیں، اور غیر حاضری میں حفاظت كرنے والی ہیں، اس لیے كہ اللہ نے (انہیں) محفوظ ركھا .

اور حدیث میں نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم كا فرمان ہے:

" دنیا بہترین مال و متاع ہے، اور دنیا كا سب سے بہتر مال و متاع نیك و صالح عورت ہے، جب تم اسے دیكھو تو وہ تمہیں خوش كر دے، اور جب اسے حكم دو وہ تو تمہاری اطاعت كرے، اور جب تم اس سے غائب (دور سفر پر) ہو تو وہ آپ كے مال اور اپنی جان كی حفاظت كرتی ہے "

اور صحیح ابی حاتم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب عورت اپنے اوپر پانچ فرض نمازیں ادا کرتی ہو اور رمضان المبارك كے روزے رکھتی ہو، اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے، اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو گی "

اور سنن ترمذی میں ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جو عورت بھی اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس پر راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی "

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور اسے حسن قرار دیا ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اگر میں کسی کو کسی دوسرے کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے "

اسے ترمذی نے روایت کیا اور اسے حسن قرار دیا ہے اور ابو داود نے درج ذیل الفاظ سے روایت کیا ہے:

" تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے ان پر خاوند کے بہت زیادہ حقوق رکھے ہیں "

اور مسند احمد میں انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نےفرمایا:

" کسی بھی بشر کو کسی دوسرے بشر کے سامنے سجدہ کرنا صحیح نہیں، اور اگر کسی بشر کے سامنے سجدہ کرنا صحیح ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے کیونکہ خاوند کا بیوی پر عظیم حق ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر خاوند کے قدم سے اس کے سر تك زخم ہو اور اس سے پیپ اور خون رس رہا ہو اور بیوی اسے آگے بڑھ کر چاٹ لے تو بھی خاوند کا حق ادا نہیں کر سکتی... "

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے خاوند کی اطاعت کی فضیلت والی احادیث بھی نقل کی ہیں.

اس سلسلہ میں احادیث بہت زیادہ ہیں جن میں سے چند ایك ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

زید بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ: قرآن مجید میں خاوند کو سید یعنی سردار کا لقب دیا گیا ہے، اور پھر انہوں نے درج ذیل فرمان باری تعالی تلاوت کیا:

اور ان دونوں نے دروازے كے پاس اپنے سردار كو پايا .

اور عمر بن خطاب رضى اللہ تعالى عنہ كہتے ہيں:

" نكاح غلامى ہے، جو تم ميں سے ہر ايك دو ديكھنا چاہيے كہ وہ اپنى لخت جگر بيٹى كو كس كى غلامى ميں دے رہا ہے "

اور ترمذى وغيرہ ميں وارد ہے كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" عورتوں كے ساتھ بہتر سلوك كرو، كيونكہ يہ عورتيں تمہارے پاس غلام ہيں "

چنانچہ عورت اپنے خاوند كے پاس غلام اور قيدى جيسى ہے اس ليے عورت اپنے خاوند كے گھر سے خاوند كى اجازت كے بغير باہر نہيں نكل سكتى، چاہے عورت كا والد يا والدہ يا پھر كوئى اور حكم بھى دے تو امت كا متفقہ فيصلہ ہے كہ خاوند كى اجازت كے بغير گھر سے باہر نہيں نكل سكتى.

اور اگر خاوند اپنى بيوى كو كسى اور جگہ منتقل كرنا چاہے اور اپنے اوپر واجب كردہ حقوق كى ادائيگى بھى كرے اور بيوى كے متعلق اللہ كى حدود كى بھى حفاظت كرے ليكن عورت كا باپ اپنى بيٹى كو اس ميں خاوند كى اطاعت سے روكے تو عورت كو اپنے خاوند كى اطاعت كرنى چاہيے باپ كى نہيں، كيونكہ اس صورت ميں اس كے والدين اس پر ظلم كر رہے ہيں، انہيں اپنى بچى كو اس طرح كے خاوند كى اطاعت سے روكنے كا كوئى حق حاصل نہيں.

اس عورت كو بھى حق حاصل نہيں كہ وہ خاوند كى نافرمانى ميں اپنى ماں كى اطاعت كرے، كہ اس سے خلع لے يا پھر جھگڑے تا كہ خاوند اسے طلاق دے دے، يعنى بيوى كو حق حاصل نہيں كہ وہ نان و نفقہ اور لباس و مہر كے متعلق ايسا مطالبہ كرے جس كى بنا پر خاوند اسے طلاق دے دے، اگر خاوند متقى ہو اور بيوى كے معاملات ميں وہ اللہ سے ڈرنے والا ہو تو بيوى كو طلاق لينے كے متعلق اپنے والدين كى اطاعت كرنا حلال نہيں ہوگى.

سنن اربعہ اور صحيح ابن ابى حاتم ميں ثوبان رضى اللہ تعالى عنہ سے حديث مروى ہے كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جس عورت نے بھى اپنے خاوند سے بغير كسى سبب كے طلاق كا مطالبہ كيا تو اس پر جنت كى خوشبو حرام ہے "

اور ايك دوسرى حديث ميں ہے:

" خلع لينے والى ہى منافقات ہيں "

لیکن اگر اس کے والدین اسے اللہ کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں، مثلا نماز پنجگانہ کی پابندی اور سچائی اختیار کرنے اور امانت و دیانت اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ فضول خرچی سے اجتناب کرنے کا کہیں تو یہ ان احکام میں شامل ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی ہے، یا پھر جس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، اس لیے اسے بھی اس میں ان کی اطاعت کرنی چاہیے چاہے اسے والدین کے علاوہ کوئی دوسرا بھی یہ باتیں کہے تو اسے یہ ماننا ہونگی تو پھر اگر والدین کہیں تو کیسے نہیں مانےگی ؟

اور جب خاوند اسے کسی ایسے کام سے روکے جس کا حکم اللہ اور اس کی رسول نے دیا ہو، یا پھر اسے کسی ایسے کام کو سرانجام دینے کا حکم دے جس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہو تو اسے اس میں اپنے خاوند کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اللہ خالق الملك کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کی جا سکتی "

بلکہ اگر کوئی مالك اپنے نوکر اور غلام کو اللہ کی معصیت کا حکم دے تو غلام کو اس معصیت میں اپنے مالك کی اطاعت کرنی جائز نہیں تو پھر عورت کو کیسے مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی مصیت میں اپنے خاوند یا والدین کی اطاعت کرے.

کیونکہ خیر و بھلائی تو صرف اللہ سبحانہ و تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی و معصیت میں ہی ساری کی ساری برائی اور شر ہے " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (32 / 261 - 264).

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا مندرجہ بالا علمی اور مضبوط جواب ہی کافی ہے جس سے مقصد پورا ہو جاتا ہے، کہ آپ کی والدہ کے لیے جائز نہیں کہ وہ آپ اور آپ کی بیوی کے مابین خرابی اور فتنہ پیدا کرے، اور اس سلسلہ میں آپ کے لیے اس کی اطاعت کرنا حلال نہیں، اور خاوند کا حق اور اس کی اطاعت آپ کی والدہ کی اطاعت سے زیادہ حق رکھتی ہے.

سوم:

بیوی کے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں اور نہ ہی وہ کسی ایسے شخص کو خاوند کے گھر میں داخل کر سکتی جسے خاوند ناپسند کرتا ہو، اور اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس میں وہ خاوند کی اطاعت چھوڑ کر اپنی والدہ کی اطاعت نہیں کر سکتی، کیونکہ خاوند کی اطاعت کا زیادہ حق ہے.

چہارم:

ظاہر یہی ہوتا ہے کہ سوال میں جس سودی قرض کیا بیان ہوا ہے اس کا گناہ آپ پر ہے؛ کیونکہ آپ اس وقت بالغ تھیں اور اپنے تصرفات کی ذمہ دار بھی تھیں، آپ جتنی جلدی ہو سکے اس قرض کی ادائیگی کریں تا کہ سود میں اور اضافہ نہ ہوتا جائے، اور اس کے ساتھ ساتھ آپ سود سے سچی اور پکی توبہ کریں، کیونکہ سود کا لین دین کرنا گناہ کبیرہ ہے.

ہم اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرمائے، اور آپ کے خاوند اور آپ دونوں کو خیر و بھلائی پر جمع رکھے.

مزید آپ سوال نمبر (96665) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں، اس میں شادی شدہ بیٹی کی زندگی میں ماں کی دخل اندازی کے اسباب اور اس کا علاج بیان کیا گیا ہے.

واللہ اعلم .